یادِ رفتگاں

مولانا محمد اسحٰق بھٹی

علم وعمل کا ایک چراغ اور بجھا!

مدینہ منورہ یونیورسٹی کے اُستاذِ حدیث اور نامور علمی، تحریکی اور تدریسی شخصیت مولانا عبدالغفارحسن رحمانی کا سانحۂ ارتحال

خاندانِ عمرپور کے چشم و چراغ اور ہندوپاک میں علم حدیث کی ترویج وفروغ کے ایک عالی دماغ، مولانا عبدالغفارحسن رحمانی عمرپوریؒ ۹۳ برس آٹھ ماہ کی بھرپور زندگی گزار کر جمعرات ۲۲ مارچ کی صبح اسلام آباد میں انتقال کرگئے۔ تعلیم وتعلّم کے اعتبار سے اُنہوں نے دار الحدیث رحمانیہ، دہلی سے سندِ فراغت حاصل کی۔ پاکستان ہجرت کرنے سے قبل بنارس اور مالیرکوٹلہ میں درس وتدریس کے فرائض انجام دیے۔ پاکستان پہنچ کر جماعت ِاسلامی کی صف اوّل کی قیادت میں اہم کردار ادا کیا۔ خاص طور پر جماعت کے شعبۂ تربیت کو استحکام بخشا اور اس مقصد کے لئے 'انتخابِ حدیث' سے موسوم ایک مجموعہ حدیث ترتیب دیا۔ ۱۹۵۷ء میں جماعت سے علیحدگی کے بعد دوبارہ درس وتدریس کی مسند سنبھالی۔ جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ، جامعہ سلفیہ اور مدرسہ دارالقرآن والحدیث، فیصل آباد اور دارالحدیث رحمانیہ، کراچی میں علم حدیث کی شمعیں روشن کیں۔ ۱۹۶۴ء میں اسلامی یونیورسٹی مدینہ منورہ کی استدعا پر حجاز منتقل ہوگئے اور پھر مذکورہ جامعہ میں اٹھارہ سال دنیا کے کونے کونے سے آئے ہوئے تشنگانِ علم کی پیاس بجھاتے رہے۔ ۱۹۸۲ء میں پاکستان واپسی کے بعد اسلامی نظریاتی کونسل کے ممبر کی حیثیت سے نوسال تک ان تمام مسائل میں اپنی بصیرت افروز آرا سے نوازا جو کونسل کو اسلامی قوانین کی تدوین کے سلسلہ میں بھیجے جاتے تھے۔ علوم حدیث پر اُن کے مقالات کا ایک مجموعہ 'عظمت ِحدیث' کے نام سے شائع ہوچکا ہے۔ قرآن اور حدیث سے متعلق متعدد مقالات کتابچوں کی شکل میں طبع ہوتے رہے ہیں اور ایسے ہی وہ دروسِ قرآن بھی جو انہوں نے مدینہ منورہ، جدہ اور پھر

www.KitaboSunnat.com

پاکستان کے کئی شہروں میں دیئے۔ جماعت ِاسلامی سے وابستگی کے دوران مشرقی پاکستان اور پھر اپنے صاحبزادے ڈاکٹر صہیب حسن کی دعوت پر کینیا اور پھر انگلینڈ کا بھی دورہ کیا۔ رفیقۂ حیات پندرہ سال قبل اسلام آباد ہی میں وفات پاچکی تھیں۔

پسماندگان میں ایک بیٹی اور سات بیٹے شامل ہیں اور پھر ان کے توسط سے اپنی زندگی میں پوتے، پوتیوں، نواسے، نواسیوں کی ایک کثیر تعداد کو دیکھا اور جس طرح ان کی آبائی دو پشتیں علم وعمل کے لحاظ سے روشنی کا مینار تھیں، ویسے ان کی اگلی دو نسلیں درس وتدریس، تصنیف وتالیف اور دعوت وتبلیغ میں کوشاں ہیں۔ ان کی نمازِ جنازہ میں اقربا اور احباب کی ایک کثیر تعداد نے شرکت کی۔ جمعة المبارک ۲۳/مارچ ۲۰۰۷ء کو صبح دس بجے اسلام آباد میں ان کے بڑے صاحبزادے ڈاکٹر صہیب حسن نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور تدفین کے بعد چھوٹے صاحبزادے ڈاکٹر سہیل حسن نے مسنون دعا کی۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائیں اور اپنے کرم ورحمت سے جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائیں۔ آمین!

مولانا عبدالغفار حسن ۲۰/جولائی ۱۹۱۳ء کو اپنے آبائی وطن عمرپور میں پیدا ہوئے۔ صغرسنی میں ہی دادا، والد اور والدہ یکے بعد دیگر ایک ہی سال (۱۹۱۶ء) میں وفات پاگئے۔ صرف دادی بقیدِ حیات تھیں، انہی کی تربیت، کوشش اور دعاؤں سے حصولِ علم کی مختلف منزلیں طے کیں اور اللہ تعالیٰ نے سعی وعمل کے ہر میدان میں کامیابی عطا فرمائی۔ اس اولوالعزم خاتون نے ۱۹۲۸ء میں وفات پائی۔ اللهم اغفرلها وارحمها !

مولانا عبدالغفار حسن نے حصولِ علم کے سفر کا آغاز دہلی کی درس گاہ 'دارالہدیٰ' سے کیا جو وہاں کے محلہ کشن گنج میں واقع تھی۔ اس درس گاہ میں ان کے دادا مولانا عبدالجبار عمرپوری، والدِ مکرم مولانا حافظ عبدالستار عمرپوریؒ اور دیگر متعدد اساتذہ کرام علما وطلبا کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کرتے رہے تھے۔ اس کے بعد دارالحدیث، کلکتہ اور دارالحدیث رحمانیہ، دہلی میں حصولِ علم میں مشغول رہے۔ سندِ فراغت دسمبر ۱۹۳۳ء میں دارالحدیث، رحمانیہ سے لی۔ اساتذۂ کرام میں مولانا فضل الرحمٰن غازی پوری، حضرت مولانا احمد اللہ دہلوی، مولانا عبدالرحمٰن نگرنہسوی،

www.KitaboSunnat.com

مولانا محمد سورتی اور مولانا عبیداللہ رحمانی مبارک پوری شامل ہیں۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوریؒ (صاحب تحفۃ الاحوذی) سے بھی جزوی طور پر استفادے کے مواقع میسر آئے۔ رحمهم الله تعالىٰ رحمة واسعة !

اس کے بعد لکھنؤ یونیورسٹی سے فاضل ادب (عربی) کا امتحان دیا اور کامیاب ہوئے۔ پھر پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا۔ یہ مراحل طے ہونے کے بعد ان کا قافلۂ عمل وسعی جن جن منزلوں سے گزرا، اس سے آگاہی کے لئے ان کی کتاب 'عظمتِ حدیث' کا مطالعہ مفید ہوگا جس میں انہوں نے مختلف مراحل کا ذکر کیا ہے۔ اس کی بعض تفصیلات ۱۹۹۴ء کے ہفت روزہ 'الاعتصام' کے متعدد شماروں اور اس انٹرویو میں بھی ہیں جو ان سے خالد سیال صاحب نے کیا اور دسمبر ۱۹۹۶ء کے ماہنامہ 'شہادت' اسلام آباد میں چھپا۔ مثلاً

- ۱۹۳۶ء سے ۱۹۴۲ء تک سات سال مدرسہ رحمانیہ، بنارس میں تفسیر و حدیث، ادب عربی اور دیگر علومِ عربیہ واسلامیہ کی تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔
- ۱۹۴۲ء کے اگست میں مشرقی پنجاب کے شہر مالیرکوٹلہ چلے گئے۔ مئی ۱۹۴۸ء تک (چھ سال) وہاں کے مدرسہ کوثر العلوم میں ان کی تدریسی سرگرمیاں جاری رہیں۔ یہ وہاں کی انجمن اہل حدیث کا مدرسہ تھا۔ وہاں کی جامع مسجد اہل حدیث کی خطابت بھی ان کے ذمے تھی۔

مولانا عبدالغفار حسن تین بار مولانا مودودی کی حیات میں جماعت اسلامی کے قائم مقام امیر بھی بنائے گئے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریکِ تحفظ ختم نبوت کے زمانے میں گرفتار ہوئے اور گیارہ مہینے جیل میں رہے۔ کئی سال سیالکوٹ، راولپنڈی، کراچی، ساہیوال اور لائل پور (فیصل آباد) وغیرہ شہروں میں ان کا سلسلۂ درس وتدریس جاری رہا۔

اکتوبر ۱۹۶۴ء میں بغیر کسی درخواست کے اسلامی یونیورسٹی مدینہ طیبہ سے تدریس کے لئے دعوت آئی۔ ۱۹۸۰ء تک سولہ سال وہاں حدیث، علومِ حدیث اور اسلامی عقائد پر محاضرات (لیکچرز) دیتے رہے۔ اس طویل عرصے میں ایشیا، افریقہ، امریکہ، یورپ اور اسلامی ملکوں کے بے شمار علماء وطلبا نے ان سے استفادہ کیا۔ شریعت کالج، اُصولِ دین کالج، حدیث کالج وغیرہ

www.KitaboSunnat.com

جو مدینہ یونیورسٹی کے ماتحت ہیں، ان کالجوں میں ان کے محاضرات اور تدریس کا سلسلہ جاری رہا۔ ان کالجوں میں دنیا کے مختلف ممالک کے طلبا تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ وہ سب مولانا کے اندازِ تدریس اور اُسلوبِ تفہیم سے مطمئن تھے۔ اُنہوں نے مولانا سے خوب فیض حاصل کیا۔

۱۹۸۱ء سے ۱۹۸۵ء تک فیصل آباد کی جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ میں طلبا کو صحیح بخاری پڑھاتے رہے۔ اس کے علاوہ علومِ اسلامیہ کی بعض دوسری کتابوں کی تدریس کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔

۱۹۸۱ء ہی میں اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن مقرر کئے گئے۔ کئی سال اس کونسل کے رکن رہے اور اس اثنا میں کتاب وسنت کی روشنی میں بہت سے اہم دینی مسائل کو موضوعِ تحقیق بنایا، جس کی تفصیل کونسل کے ریکارڈ میں موجود ہے۔

مولانا ممدوح ۱۹۹۰ء سے مستقل طور پر اسلام آباد میں اقامت گزیں رہے۔ آپ کا مطالعہ بہت وسیع تھا۔ ان کی حیاتِ مستعار کا زیادہ تر حصہ درس وتدریس میں گزرا، اس لئے تصنیفی کام کے لئے وقت نہیں نکال سکے۔ چند چھوٹے چھوٹے رسالے لکھے یا بعض اخباروں میں کچھ مضامین شائع ہوئے۔ ایک طویل مضمون 'ہندوستان کے دینی مدارس' کے عنوان سے 'الاعتصام' میں شائع ہوا۔ یہ قسط وار مضمون تھا جو 'الاعتصام' کے یکم اپریل ۱۹۹۴ء کے شمارے سے شروع ہوا اور ۲۷ جنوری ۱۹۹۵ء تک چھپتا رہا۔ درمیان میں کچھ تعطل بھی رہا۔ مختلف مدارس وشخصیات کے متعلق ان کا یہ تاثراتی اور مشاہداتی مضمون ہے جو بہت سی معلومات پر مشتمل ہے اور بڑا دلچسپ ہے۔ ماہنامہ 'محدث' لاہور میں بھی ۲۰۰۱ء میں تفسیر قرآن پر آپ کا سلسلۂ مضامین شائع ہوتا رہا، جس میں اچھوتے تفسیری نکات پیش کئے جاتے۔

ان کی ایک کتاب 'عظمتِ حدیث' ہے جو تقریباً ساڑھے تین سو صفحات پر محیط ہے۔ یہ کتاب حدیث اور علومِ حدیث کے تعارف اور حدیث کی حجیت واستناد کے موضوع پر ہے۔ اتنی ضخیم ان کی صرف یہی کتاب ہے۔ ایک چھوٹا سا رسالہ 'معیاری خاتون' کے نام سے موسوم ہے، چند اور رسائل بھی ہیں۔

> آئندہ شمارہ میں مولانا کے حالاتِ زندگی کے لئے ان کے فرزند ڈاکٹر صہیب حسن کے قلم سے تفصیلی مضمون ملاحظہ فرمائیں۔ ان شاء اللہ

www.KitaboSunnat.com